موضوع الخطبة :بين النفس والعقل (1)

الخطيب : حسام بن عبد العزيز/ حفظه الله

لغة الترجمة : الأردو

المترجم :سيف الرحمن التيمي(@Ghiras_4T)

موضوع:

نفس اور عقل کے درمیان(۱)

پہلا خطبہ:

الحمد لله العزيز الغفار، الرحيم الجبار، القدير القهار، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، لا غنى إلا بالافتقار لرحمته، ولا عز إلا بالتذلل لعظمته، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، وأمينه على وحيه، وسفيره بينه وبين عباده، صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرا.

حمد وثنا کے بعد!

میں آپ کو اور اپنے آپ کو اللہ کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، ہماری زندگی بیج بونے اور فصل لگانے کا وقت ہے، اور جس دن اللہ سے ہماری ملاقات ہوگی، اس دن ہمیں اس کا پھل اور فصل ملے گا، اللہ تعالی فرماتا ہے:
﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴾[آل عمران: 30]

ترجمہ: جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی۔ اللہ تعالی تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

رحمن کے بندو! لوگوں میں سے کوئی عظیم شخصیت آجائے اور تین دفعہ قسم کھاکر (کوئی بات کرنی چاہے) تو لوگ اپنی گردنیں بلند کرلیں گے تاکہ اس کی بات سن سکیں، اور اپنی خصوصی بات سے بھی زیادہ اس کی بات پر توجہ دیں گے، اللہ کے بندے! میں آپ کے سامنے ایک سوال پیش کرتا ہوں: قرآن کریم میں پروردگار کی سب سے لمبی قسم کیا ہے؟ اور یہ قسم کس چیز سے متعلق ہے؟ مسلسل گیارہ قسموں کا ذکر ہے، اس کے بعد یہ جواب یہ آیا ہے: ﴿ **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا * وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا** ﴾ **[الشمس: 9، 10]**

ترجمہ: جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔

اللہ نے چیزوں قسم کھائی ہے، ان میں نفس بھی شامل ہے۔

معزز حضرات! اللہ نے انسان کے اندر عقل اور نفس پیدا کیا، اللہ نے عقل اس لئے پیدا کیا تاکہ (سیدھے راستے کی) راہنمائی کرے، غور وفکر کرے اور اپنے مالک کو راستہ دکھائے، البتہ نفس کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرے، چنانچہ نفس ہی محبت اور نفرت کرتا، خوش اور غمگین ہوتا، راضی اور غصہ ہوتا ہے، جب کہ عقل کا کام یہ ہے کہ وہ صاحبِ عقل کے سامنے نفس کی طبیعت، شہوت اور اغراض ومقاصد میں صحیح وغلط کی تمیز کرتا، خیر وشر کا فرق بتاتا، اور نفع ونقصان سے واقف کرتا ہے۔

اللہ کے بندو! لوگوں کے نفوس اپنی خواہش وشہوت کی نوعیت اور مقدار میں مختلف ہوتے ہیں، البتہ شہوت اور مزید سے مزید تر کی خواہش میں سارے نفوس یکساں ہوتے ہیں، مثال کے طور پر مال کی محبت۔ یہی وجہ ہے کہ عقل کو پیدا کیا گیا اور شریعتیں نازل کی گئیں تاکہ خواہشات نفس پر کنٹرول کیا جاسکے، چنانچہ رب تعالی کے احکام وقوانین میں ایسا عمومی نظام اور ضابطہ پایا جاتا ہے جس میں پورا معاشرہ یکساں حیثیت رکھتا ہے۔

عقل کو وحی سے رہنمائی اور روشنی ملتی ہے، بالکل آنکھ کی طرح کہ اگر وہ صحیح سالم بھی ہو تو تاریکی میں چیزوں کو نہیں دیکھ سکتی، لیکن جب وہ جگہ روشن ہوجائے تو ساری چیزیں نظر آنے لگتی ہیں، چنانچہ وحی کے بغیر عقل عبادت کے معاملہ میں گمراہ ہوجاتی ہے، حق سبحانہ کا فرمان ہے: ﴿ **أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** ﴾

ترجمہ: ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔ اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوش نما معلوم ہوا کرتے ہیں۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾ [الشورى: 52]

ترجمہ: اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں، بے شک آپ راہِ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

رحمن کے بندو! اللہ نے بذات خود عقل کی مذمت نہیں کی ہے، لیکن نفس کی مذمت آئی ہے، جب عقل کا ذکر ہوتا ہے تو مذمت اس بات کی ہوتی ہے کہ غور وفکر کے لئے اسے استعمال نہ کیا جائے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ﴾[الأعراف: 179]

ترجمہ: جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے۔

نیز فرمایا: ﴿ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴾ [البقرة: 44]

ترجمہ: کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟۔

فرمایا کہ: ﴿ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴾[الأنعام: 65]

ترجمہ: آپ دیکھیے تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ سمجھ جائیں۔

نیز یہ کہ: ﴿ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴾ [الأنعام: 50]

ترجمہ: کیا تم غور نہیں کرتے؟

لیکن نفس (کا جب ذکر آتا ہے تو اس) کی مذمت بیان کی جاتی ہے، اس لئے کہ وہ عقل کو خطا کاری اور برائی کا حکم دیتا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ **إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي** ﴾ **[يوسف: 53]**

ترجمہ: بے شک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے۔

چنانچہ اس آیت میں نفس کے ساتھ استثناء کا ذکر ہوا ہے، کیوں کہ نفس کی اصلیت یہی ہے کہ وہ برائی کا حکم دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کثرت کے ساتھ نفس سے متنبہ کیا گیا ہے، جبکہ ایک مرتبہ بھی عقل سے ہوشیار نہیں کیا گیا ہے۔

نبی ﷺ نے اپنی عقل سے پناہ نہیں مانگی! لیکن نفس کے شر سے پناہ مانگنے کا ذکر آیا ہے، چنانچہ خطبۃ الحاجۃ میں آپ کا ارشاد ہے: **((ونعوذ بالله من شرور أنفسنا))**

ترجمہ: (ہم اپنے نفوس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: **((أعوذ بك من شر نفسي وشر الشيطان))**

ترجمہ: (میں اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں) [اس حدیث کو احمد، ابو داود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے]

نفس کا معاملہ یہ ہے کہ کبھی اس کو خیر و بھلائی کی پیش کش کی جاتی ہے تو ٹھکرا دیتا ہے اور کبھی برائی کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے، اسی لئے نفس کے شر سے پناہ مانگنا مشروع ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ **فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ** ﴾ **[المائدة: 30]**

ترجمہ: اسے اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور اس نے اسے قتل کر ڈالا، جس سے نقصان پانے والوں میں سے ہو گیا۔

سامری نے کہا: ﴿ **وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي** ﴾ **[طه: 96]**

ترجمہ: اسی طرح میرے دل نے یہ بات میرے لئے بھلی بنا دی۔

نیز یہ کہ: ﴿ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ﴾ [يوسف: 83]

ترجمہ: (یعقوب علیہ السلام نے) کہا یہ تو نہیں، بلکہ تم نے اپنی طرف سے بات بنالی۔

اللہ تعالی نے یہود کے تعلق سے فرمایا: ﴿ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ [البقرة: 75]

ترجمہ: (مسلمانو!) کیا تمہاری خواہش ہے کہ یہ لوگ ایماندار بن جائیں، حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کلام اللہ کو سن کر، عقل وعلم والے ہوتے ہوئے، پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں۔

پریشانی کی اصل وجہ ان کے نفوس ہیں جو بغض وحسد اور کبر وغرور سے بھرے ہوئے تھے، آپ اس آیت پر غور فرمائیں:

﴿ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ [البقرة: 75]

ترجمہ: عقل وعلم والے ہوتے ہوئے، پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں۔

ایک دوسری آیت میں آیا ہے کہ حسد ہی ان کے کفر کی وجہ بھی ہے: ﴿ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ﴾ [البقرة: 90]

ترجمہ: بہت بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، وہ ان کا کفر کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ چیز کے ساتھ محض اس بات سے جل کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اپنے جس بندہ پر چاہا نازل فرمایا۔

اسی طرح مشرکوں کے نفوس اپنی خواہش اور شہوت میں مبتلا رہتے ہیں، چنانچہ انسان کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور پتھر سے تراشے ہوئے بت کی پوجا کرتے ہیں، اللہ تعالی نے یہ خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ فرعون اور اس کی قوم نے آیتوں کا انکار کیا، اس کی حقیقت کیا تھی:

﴿ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ﴾ [النمل: 14]

ترجمہ: انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر۔

اللہ تعالی مجھے اور آپ کو قرآن وسنت کی برکت سے بہرہ ور فرمائے، ان میں جو آیت اور حکمت کی بات آئی ہے، اس سے ہمیں فائدہ پہنچائے، آپ اللہ سے مغفرت طلب کریں، یقیناوہ خوب معاف کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

الحمد لله، دلت على ربوبيته جميع مخلوقاته، وعجائب مصنوعاته، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وسلم تسليمًا كثيرًا.

حمد وصلاۃ کے بعد:

نفوس کا آپس میں مختلف ہونا کائنات میں اللہ تعالی کی جاری کردہ سنت ہے، اس سے توازن برقرار رہتا اور ایک دوسرے کی ضرورت پوری ہوتی رہتی ہے، اگر لوگوں کا ذوق مختلف نہ ہوتا تو سارے ساز وسامان ٹھپ پڑ جاتے اور کساد بازاری آجاتی۔

رحمن کے بندو! بندوں کے تئیں اللہ کا لطف ومہربانی ہے کہ شرعی تکالیف واحکام نفوس انسانی کی طبیعت ومزاج سے ہم آہنگ ہیں، چنانچہ کنواری دوشیزہ کی طبیعت میں حیا ہوتی ہے، اس لئے (اس کی خاموشی کو اس کی اجازت) بتایا گیا، کیوں کہ انکار کرنے کی بہادری تو اس میں خوب ہوتی ہے، البتہ اقرار کی صراحت سے وہ جھجھک محسوس کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نکاح کے وقت ولی کی موجودگی کو شرط قرار دیا گیا ہے، تاکہ شادی کی بات چیت ہو تو شوہر کے مقابلے میں عورت کی طرف سے ایک شخص موجود ہو جو اس کی حقوق کو تحفظ فراہم کرے، اسی لئے جب وہ کسی شخص سے اپنی بے رغبتی کی بنا پر شادی کرنے سے انکار کردے تو انکار کی صورت میں ولی کی شرط نہیں ہے، محرم کی موجودگی خلوت میں اس کی نفسانی کمزوری کی حِدت کو توڑ دیتی ہے، نیز یہ کہ عورت کو شدت، اختلاف اور جھگڑے کے مقامات پر رکھنا مناسب نہیں سمجھا گیا، اس لئے نہیں کہ وہ عقل کے اعتبار سے کمزور ہے، بلکہ نفس کی تاثیر کی وجہ سے جو اس کی فطرت میں ودیعت ہوتی ہے، اگر حدود کا قیام اور (شرعی) سزاؤں کی تنفیذ عورت کے حوالے کردی جائے تو یہ معطل ہو کر رہ جائے گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ احکام وتکالیف عورت کی طبیعت اور مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہیں، پاکی اور تعریف ہے اللہ کے لئے: ﴿ **أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ** ﴾ **[الملك: 14]**

ترجمہ: کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔

رحمن کے بندو! عقل کے ساتھ نفس کا تصادم اور ٹکراؤ نفس کی شہوت وخواہش کے وقت ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ جب وہ خواہش نفس پر قابو بنالیتی ہے تو نفس اپنے علم وتجربہ اور ایمان کے بقدر عقل کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے اور اسے اپنے دام میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کا مقصد پورا ہوسکے، ایمان جب مضبوط ہو تو وہ کچھ اور حیلے اختیار کرتا ہے اور جب ایمان کمزور ہو تو کچھ اور حیلے اپناتا ہے، اور جب واضح خطا کے ساتھ وہ اپنی خواہشات پوری کرنے میں ناکام ہوجاتا ہے تو خطا کو کچھ درست باتوں میں ملاکر (اپنی خواہش) پوری کرتا ہے۔

نفس کے تعلق سے مزید گفتگو آئندہ خطبہ میں ہوگی۔ ان شاء اللہ

آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم:

فضیلۃ الشیخ حسام بن عبد العزیز الجبرین

مترجم:

سیف الرحمن تیمی

binhifzurrahman@gmail.com

موضوع الخطبة :بين النفس والعقل (2)

الخطيب : حسام بن عبد العزيز/ حفظه الله

لغة الترجمة : الأردو

المترجم :سيف الرحمن التيمي(@Ghiras_4T)

موضوع:

نفس اور عقل کے درمیان(۲)

پہلا خطبہ:

الحمد لله الخالق البارئ المصور، المهيمن المقدم المؤخر، العزيز الجبار المتكبر، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، افترض الله على العباد طاعته وتوقيره، ومحبته وتعزيره، صلى الله وسلم عليه وعلى آله وصحبه، ومن تبعه بإحسان إلى يوم الدين.

حمد وثنا کے بعد!

میں آپ کو اور اپنے آپ کو اللہ کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں: **﴿ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴾ [البقرة: 203]**

ترجمہ: اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

رحمن کے بندو! اگر آپ یہ سوال کریں کہ نفس کیا ہے؟ تو دلائل سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روح ہے، بعض لوگوں نے کہا: نفس، جسم کے ساتھ (رہنے والی) روح کا نام ہے، اللہ پاک کا فرمان ہے: **﴿ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ [الزمر: 42]**

ترجمہ: اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کرلیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ: "جب لیٹے تو کہے: "باسمك ربي، وضعتُ جنبي، وبك أرفعه، فإن أمسكتَ نفسي فارحمها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين" **(یعنی: اے میرے رب! میں تیرا نام لے کر (اپنے بستر پر) اپنے پہلو کو ڈال رہا ہوں یعنی سونے جا رہا ہوں، اور تیرا ہی نام لے کر میں اسے اٹھاؤں گا بھی، پھر اگر تو میری جان کو (سونے ہی کی حالت میں) روک لیتا ہے (یعنی مجھے موت دے دیتا ہے) تو میری جان پر رحم فرما، اور اگر تو سونے دیتا ہے تو اس کی ویسی ہی حفاظت فرما جیسی کہ تو اپنے نیک وصالح بندوں کی حفاظت کرتا ہے)**۔ پھر جب نیند سے بیدار ہو جائے تو یہ دعا پڑھے: "الحمد لله الذي عافاني في جسدي، وردَّ عليَّ روحي، وأذِن لي بذكره" **(یعنی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے بدن کو صحت مند رکھا، اور میری روح مجھ پر لوٹا دی اور مجھے اپنی یاد کی اجازت (اور توفیق) دی)**۔ (اس حدیث کو ترمذی، نسائی نے روایت کیا ہے اور البانی نے حسن کہا ہے)

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ شہیدوں کی: (روحیں سبز پرندوں کے اندر رہتی ہیں،، وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پیتی ہیں، پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں جو عرش الہیٰ کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں)۔

عالمِ ارواح کا معاملہ بہت عجیب وغریب ہے، ہر چند کہ ہم روح کے بارے میں جانتے ہیں اور وہ ہمارے جسم میں موجود ہے، البتہ ہمیں اس کی کیفیت کا علم نہیں، اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ [الإسراء: 85]

ترجمہ: یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دے دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ: "تمام ارواح مجتمع لشکر تھیں، جس جس نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ دنیا میں ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور جس جس روح نے وہاں ایک دوسرے کی پہچان نہ کی وہ یہاں ایک دوسرے سے بیگانہ رہتی ہیں" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

اے میرے عزیزو! قرآن کریم میں اطمینان یافتہ نفس، ملامت کرنے والے نفس اور برائی کا حکم دینے والے نفس کا ذکر آیا ہے، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "نفوس کی تین قسمیں ہیں:

برائی کا حکم دینے والا نفس، اس سے مراد وہ نفس ہے: جس پر اپنی خواہشات کی پیروی غالب رہتی ہے، بایں طور کہ وہ گناہوں اور نافرمانیوں میں ملوث رہتا ہے۔

ملامت کرنے والا نفس، اسے مراد وہ نفس ہے: جو گناہ تو کرتا ہے، لیکن توبہ بھی کرتا ہے، اس کے اندر خیر وشر دونوں موجود ہوتے ہیں، لیکن جب برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو توبہ وانابت بھی کرتا ہے، اسی لئے اسے لوّامہ (ملامت کرنے والا) سے موسوم کیا گیا، کیوں کہ گناہوں اور نافرمانیوں کے ارتکاب پر وہ اپنے مالک کی ملامت کرتا ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ خیر وشر کے درمیان تردد میں رہتا ہے۔

اطمینان یافتہ نفس سے مراد وہ نفس ہے: جو خیر وبھلائی کو پسند کرتا اور نیکیوں سے محبت رکھتا ہے، برائیوں کو ناپسند کرتا اور اس سے نفرت رکھتا ہے، یہ اس کے اخلاق، عادات واطوار اور ملکہ وصلاحیت کا حصہ بن جاتا ہے، ایک ہی ذات کے اندر یہ مختلف حالات اور صفات پائی جاتی ہیں، البتہ ہر انسان کے اندر ایک ہی نفس ہوتا ہے، یہ ایسی چیز ہے جسے ہر شخص اپنے ندر محسوس کرتا ہے" (آپ رحمہ اللہ کا قول ختم ہوا، الفتاوی: ۹/ ۲۹۴)

عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "انسان اپنے نفس کے ذریعہ نفوس کی ان مختلف قسموں کو محسوس کر سکتا ہے، کبھی اپنے نفس میں خیر وبھلائی کی رغبت پاتا ہے، خیر وبھلائی کی چاہت محسوس کرتا ہے، خیر کو انجام دیتا ہے، اور یہ نفس مُطمئِنہ ہے، اور کبھی اپنے نفس میں برائی کی رغبت محسوس کرتا ہے، برائی کو انجام بھی دیتا ہے، اور یہ برائی کا حکم دینے والا نفس ہے، اس کے بعد نفس لوّامۃ ہے جو اس کی بد عملی پر اس کی ملامت کرتا ہے، چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ گناہ کرنے کے بعد اسے اس پر شرمندگی ہوتی ہے"۔

ابن القیم رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "بلکہ نفس (کی کیفیت) ایک ہی دن بلکہ ایک ہی گھڑی میں ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہو جاتی ہے"۔

میرے ایمانی بھائیو! اللہ تعالی نے عقل کو اس لئے پیدا کیا تا کہ راہِ راست کی رہنمائی کرے، غور وفکر کرے اور اپنے مالک کو صحیح راستہ دکھائے، البتہ نفس کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرے، چنانچہ نفس ہی محبت اور نفرت کرتا، خوش اور غمگین ہوتا، راضی اور غصہ ہوتا ہے، جب کہ عقل کا کام یہ ہے کہ وہ صاحبِ عقل کے سامنے نفس کی طبیعت، شہوت اور اغراض ومقاصد میں صحیح وغلط کی تمیز کرتا، خیر وشر کا فرق بتاتا، اور نفع ونقصان سے واقف کرتا ہے۔

اللہ کے بندو! یہ درست نہیں کہ نفس جس چیز کی ، جس طرح اور جس مقدار میں خواہش کرے، اسے دے دی جائے ، بلکہ عقل کا وجود ضروری ہے جو اس پر کنٹرول رکھے، چنانچہ چمڑے کی بیماری میں مبتلا شخص کا نفس چمڑے کو کھجلانا پسند کرتا ہے جب تک کہ اسے کھجلانے سے راحت ملتی اور درد کی کمی محسوس ہوتی رہتی ہے، لیکن عقل اسے زیادہ کھجلانے سے منع کرتی ہے تا کہ اس کے لئے نقصاندہ ثابت نہ ہو۔

عقل اگرچہ نفس کو (بعض چیزوں سے منع کرتی ہے) تاہم وہ اس کا دشمن نہیں، لیکن نفس عقل کا دشمن ہو سکتا ہے، چنانچہ جو شخص منشیات کا عادی ہوتا ہے اس کی عقل اسے منشیات سے بچنے کا حکم دیتی ہے اور اسی میں اس کی مصلحت اور فائدہ بھی ہے، لیکن اس کا نفس یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی عادت اور خواہش کے مطابق منشیات کا استعمال جاری رکھے خواہ یہ عمل اس کے لئے نقصاندہ اور ہلاکت خیز ہی کیوں نہ ثابت ہو، اور شیطان کی مکاری سے یہ چیز اس کے لئے مزید خوشنما بن جاتی ہے، اسی لئے حدیث میں آیا ہے: "میں اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں..." [اسے احمد، ابو داود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے]

میرے مومن بھائیو! نبی ﷺ نے فقر وفاقہ سے اللہ کی پناہ طلب کی، اس کی تفسیر امام احمد نے یہ بیان کی کہ یہ نفس کی فقیری ہے، اور فقیر نفس وہ ہے جو شہوات وخواہشات کا غلام بن چکی ہو، جب نفس فقیر ہو تو مالدار کو اس کی مالداری بے نیاز نہیں کر سکتی، اور اگر نفس بے نیاز ہو جائے تو فقیر کو اس کی فقیری نقصان نہیں پہنچا سکتی، کیوں کہ نفس کی بے نیازی ومالداری یہ ہے کہ جو میسر ہو اسی پر قناعت کرے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "تونگری یہ نہیں کہ سامان زیادہ ہو بلکہ دولت مندی یہ ہے کہ دل غنی و بے نیاز ہو"۔ (بخاری ومسلم) نبی ﷺ نے ایسے نفس سے پناہ طلب کی جو سیر اب نہ ہو۔

اللہ تعالی مجھے اور آپ کو قرآن وسنت کی برکت سے بہرہ ور فرمائے، ان میں جو آیت اور حکمت کی بات آئی ہے، اس سے ہمیں فائدہ پہنچائے، آپ اللہ سے مغفرت طلب کریں، یقیناوہ خوب معاف کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

الحمد لله القائل :﴿ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى *فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ﴾ [النازعات: 40، 41]، وصلى الله وسلم على رسوله وعبده، وعلى آله وصحبه.

حمد وصلاۃ کے بعد:

اسلامی بھائیو! ہر نفس کی طبیعت مختلف ہوتی ہے، اور نفسیاتی طبیعت میں کچھ صفات ایسی ہوتی ہیں جن پر انسان کی تخلیق ہوتی ہے، جیسے جلد بازی، غصہ، سنجیدگی اور حلم وبردباری، اس قسم کی طبیعت اور مزاج جس پر انسان کی تخلیق ہوتی ہے، اس کی تشبیہ زمین میں تخلیق کردہ معادن (کانوں) سے دی گئی ہے، حدیث میں ہے کہ: "لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح معدنیات کی کانیں ہیں، جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے، وہ اگر دین کو سمجھ لیں تو زمانہ اسلام میں بھی اچھے ہیں"۔(مسلم)

نفس کے اندر مختلف قسم کی شہوتیں ہوتی ہیں، ان میں سے بعض شہوات میں سارے لوگ مشترک ہوتے ہیں تو بعض میں لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اور وہ خواہشات جن میں ان کا اتفاق ہوتا ہے، ان سے تعلق کی مقدار میں بھی وہ باہم مختلف ہوتے ہیں، مثال کے طور پر مال ومنال، کھانے پینے، جاہ وحشمت اور اچھی شہرت کی محبت میں سارے لوگ مشترک ہوتے ہیں، لیکن وہ ان چیزوں سے تعلق کی مقدار میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، ہماری وہ شہوت ممنوع ہے جو اپنے مالک کو شریعت کی مخالفت تک پہنچادے، مثال کے طور پر مال کی محبت اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ فریب، رشوت اور بخیلی (جیسی مذموم صفات کے ذریعہ) اسے حاصل کرنے لگے، نفسانی شہوات میں سب سے خطرناک شہوت جاہ ومنصب کی چاہت ہے، میری مراد یہ ہے کہ: جاہ ومنصب کی چاہت اتنی بڑھ جائے کہ وہی اس کا مقصد اور منتہائے غایت بن جائے، یہی وجہ ہے کہ بعض نفوس مال کی چاہت رکھنے کے باوجود لوگوں کے درمیان جاہ وحشمت حاصل کرنے کے لئے مال لٹاتے اور سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہیں، بلکہ بسا اوقات لوگوں کی تعریف بٹورنے کے لئے جان لینے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے، حدیث میں آیا ہے کہ: "سب سے پہلے جن لوگوں سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی) ان میں ایک قسم ان لوگوں کی ہوگی جنھوں نے اپنی زندگی کی قربانی پیش کی ہوگی (لیکن ان سے کہا جائے گا) کہ:

(لیکن تونے اس لئے جنگ لڑی تا کہ کہا جائے کہ: فلاں شخص بہادر ہے)۔ ایک قسم ان کی ہو گی جنہوں نے مال ودولت خرچ کیا ہو گا (لیکن ان سے کہا جائے گا) کہ: لیکن تونے ایسا اس لئے کیا تا کہ کہا جائے کہ: وہ سخی وفیاض ہے)۔ تیسری صنف ان کی ہو گی جنہوں نے اپنا وقت لگا (کر علم حاصل کیا) ہو گا لیکن (ان سے کہا جائے گا) کہ: (تونے اس لئے علم حاصل کیا تا کہ کہا جائے کہ: فلاں عالم ہے، تونے قرآن اس لئے پڑھا تا کہا جائے کہ: وہ قاری ہے)، ایسے تمام لوگوں نے اخلاص کے ساتھ عبادت نہیں کی، بلکہ ان کا مقصد صرف جاہ وحشمت حاصل کرنا تھا، اللہ سے ہم درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، جو شخص جاہ ومنصب کی محبت میں پڑتا ہے، وہ کبر وغرور اور بغض وحسد سے دوچار ہوتا ہے، کبر وغرور اس لئے کہ جاہ ومنصب کے ذریعہ نفس رفعت وبلندی حاصل کرنا چاہتا ہے، اسی لئے ابو جہل نے کہا: "اللہ کے قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ نبی ہیں، لیکن ہم عبد مناف کے بیٹوں کی پیروری کرنے والے نہیں"۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالی کا یہ فرمان نازل ہوا: ﴿ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴾ **[الأنعام: 33]**

ترجمہ: یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کا اقرار کرنے سے متکبر نفوس کے جاہ وحشمت پر ضرب پڑتی ہے، اللہ تعالی نے فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں فرمایا: ﴿ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ﴾ **[النمل: 14]**

ترجمہ: انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر۔

نیز اللہ پاک نے بنی اسرائیل کے تعلق سے فرمایا: ﴿ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ﴾ **[البقرة: 87]**

ترجمہ: جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمہاری طبیعتوں کے خلاف تھی، تم نے جھٹ سے تکبر کیا۔

حدیث میں ہے کہ: "تکبر: حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے"۔

تکبر انسان کو حق کے سامنے جھکنے سے روکتا ہے، اگرچہ حق اس کے لئے روشن اور واضح ہی کیوں نہ ہو۔

جب جاہ وحشمت کی چاہت مزید بڑھتی ہے تو بغض وحسد پیدا ہوتا ہے، چنانچہ جب وہ اپنے سامنے دوسرے مد مقابل کو پاتا ہے یا کسی کو اپنے سے بلند دیکھتا ہے، تو نفس چاہتا ہے کہ وہ سب اس سے پیچھے رہ جائیں تا کہ اس کی برتری ظاہر ہو اور لوگوں کی نگاہ میں نمایاں رہے۔ اس نور کی طرح جو نگاہوں کے سامنے ہو تو اس کا جو قوی ترین حصہ ہوتا ہے وہی دکھتا ہے اور مدھم روشنی نظر نہیں آتی ہے۔ نفس میں حسد پائے جانے کی علامت یہ ہے کہ: وہ اپنے مد مقابل کی غلطیوں سے اتنا

خوش ہوتا ہے کہ اپنی اچھائی پر بھی اتنا خوش نہیں ہوتا ، کیوں کہ وہ ان کی پستی کا خواہاں ہوتا ہے، اس کی ترقی کا نہیں، چنانچہ وہ سوچتا ہے کہ اگر وہ اپنی جگہ پر بھی رہے تو اس کے مدمقابل کے پیچھے رہنے سے اس کی برتری ظاہر ہو جائے گی، لیکن جو پاکباز نفوس ہوتے ہیں وہ فضیلت وبرتری کے اسباب تلاش کرتے ہیں، جاہ ومنصب بذات خود ان کا مقصد نہیں ہوتا اور اگر وہ نتیجہ کے طور پر حاصل ہو جائے تو وہ اس پر اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے اور اس کے فتنہ سے پناہ طلب کرتے ہیں، اور اس بات سے احتیاط برتتے ہیں کہ کہیں وقت کے ساتھ ان کی نیت اور ارادہ بدل نہ جائے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو تقوی دے، ان کو پاکیزہ کردے، تو ہی ان دلوں کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی ان کا رکھوالا اور ان کا مددگار ہے، اے اللہ! ہم اپنے نفوس اور اپنی بداعمالیوں کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں، اے اللہ! ہم ایسے علم سے تیری پناہ مانگتے ہیں جو کوئی فائدہ نہ دے، ایسے دل سے جو تیرے آگے جھک کر مطمئن نہ ہوتا ہو اور ایسے من سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم:

فضیلۃ الشیخ حسام بن عبد العزیز الجبرین

مترجم:

سیف الرحمن تیمی

binhifzurrahman@gmail.com

موضوع الخطبة :بين النفس والعقل (3)

الخطيب : حسام بن عبد العزيز/حفظه الله

لغة الترجمة : الأردو

المترجم :سيف الرحمن التيمي(@Ghiras_4T)

موضوع:

نفس اور عقل کے درمیان (۳)

پہلا خطبہ:

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله.

حمد وثنا کے بعد!

میں آپ کو اور اپنے آپ کو اللہ کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں: ﴿ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا * يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا** ﴾ **[الأحزاب: 70، 71]**

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالی تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

ایمانی بھائیو! گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں ہم نے نفوس اور ان کی شہوتوں کے بارے میں گفتگو کی، اور آج ہمارا موضوعِ سخن نفوس کی پاکی اور ان کا تزکیہ ہے، اللہ تعالی نے جنت ان لوگوں کے لئے بطور جزا تیار کی ہے جو اپنے نفس کو پاک صاف رکھتے ہیں، اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿ **جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى** ﴾ **[طه: 76]**

ترجمہ: ہمیشگی والی جنتیں جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ (ہمیش) رہیں گے۔ یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہے۔

تزکیہ کے دو معانی ہیں: پہلا: پاک کرنا اور گندگی دور کرنا۔ دوسرا: نفس کے اندر خیر و بھلائی کا پنپنا۔

اللہ کے بندو! اطاعت و عبادت کو انجام دینے، معصیت و نافرمانی کو ترک کرنے اور اس سے توبہ کرنے سے نفس پاک ہوتا، بعض عباتوں کے بارے میں یہ وضاحت آئی ہے کہ اس سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے، چنانچہ صدقہ کے بارے میں اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ﴾ [التوبة: 103]

ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کریں۔

ذکر الٰہی اور نماز کے تعلق سے اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى * وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ﴾ [الأعلى: 14، 15]

ترجمہ: بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا۔ اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔

نیز نگاہ کو پست رکھنے اور پاکدامنی اختیار کرنے کی بابت ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ ﴾ [النور: 30]

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے۔

اللہ کے بندو! نفس کو پاک کرنے اور اس کی طبیعت و شہوت پر غلبہ حاصل کرنے کے جو وسائل ہیں، ان کا ذکر کرنا بہت اہم ہے، چند اہم وسائل حسب ذیل ہیں:

ایمان کی قوت، چنانچہ جب ایمان مضبوط ہوتا ہے تو نفس کے بہاؤ پر کنٹرول رکھتا ہے اور نفس کو عقل پر غالب نہیں ہونے دیتا، کیوں کہ مومن کو یہ یقین رہتا ہے کہ اوامر و نواہی کے تعلق سے اللہ کے حقوق کیا ہیں۔

نفس پر غلبہ پانے کے وسائل میں: علم اور تجربہ بھی شامل ہیں، کیوں کہ یہ دونوں نفسانی شہوات کو لگام لگاتے ہیں، انسان جس قدر اپنی شہوتوں کے انجام سے باخبر ہوتا ہے، اسی قدر اپنے نفس کو ان شہوات سے باز رکھتا ہے۔

نفس کی پاکی کا ایک وسیلہ: اس کا محاسبہ بھی ہے، نفس کا محاسبہ کرنے اور نفس جب حق کی خلاف ورزی کرے تو اس کی مخالفت کرنے میں جو چیز معاون ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ: اسے یہ علم ویقین ہونا چاہئے کہ آج وہ جس قدر اپنے نفس سے لڑنے میں محنت کرے گا، اسی کے بقدر کل اسے راحت ملے گی، اور اس تجارت کا منافع یہ ہے کہ اسے فردوس میں سکونت ملے گی۔

نفس پر غلبہ حاصل کرنے میں جو چیزیں معاون ثابت ہوتی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ: نفس کے خالق سے دعا اور مدد طلب کرے کہ وہ اس کے نفس کا تزکیہ فرمائے اور اس کے شر سے اسے محفوظ رکھے، نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((اللهم آتِ نفسي تقواها، وزكها أنت خير من زكاها، أنت وليها ومولاها))

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل کو تقوی دے، اس کو پاکیزہ کردے، تو ہی اس (دل) کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا رکھوالا اور اس کا مددگار ہے۔ (مسلم)

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتادیجئے جسے میں صبح وشام میں پڑھ لیا کروں، آپ نے فرمایا: کہہ لیا کرو: "اللهم عالم الغيب والشهادة، فاطر السماوات والأرض، رب كل شيء ومليكه، أشهد أن لا إله إلا أنت، أعوذ بك من شر نفسي ومن شر الشيطان وشَرَكِهِ"

ترجمہ: اے اللہ! غائب وحاضر، موجود اور غیر موجود کے جاننے والے، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں شیطان کے شر اور اس کی چال اور جال سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: یہ دعا صبح وشام اور جب اپنی خواب گاہ میں سونے چلو تو پڑھ لیا کرو۔ (اسے احمد، نسائی، ابوداود، اور ترمذی نے روایت کیا ہے) آپ خطبہ حاجہ میں یہ دعا کیا کرتے تھے: "ہم اپنے نفس اور بداعمالیوں کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں"۔

نفس کے تزکیہ کا ایک عظیم ترین سبب یہ ہے: پاک صاف ماحول اور نیک صحبت، چنانچہ وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ ایک شخص نے سو(۱۰۰) آدمی کو قتل کرنے کے بعد توبہ کیا اور عالم نے اس سے کہا: "تم فلاں فلاں سرزمین پر چلے جاؤ، وہاں (ایسے) لوگ ہیں جو اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اپنی سرزمین پر واپس نہ آؤ، یہ بری (باتوں سے بھری ہوئی) سرزمین ہے" (مسلم)

ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ایک ستون میں باندھ دیا گیا جب کہ وہ کافر تھے، رسول ﷺ نے ان سے عرض کیا: "اے ثمامہ تمہارے پاس کیا (خبر) ہے؟ اس نے جواب دیا: اے محمد! میرے پاس اچھی بات ہے، اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا حق مانگا جاتا ہے اور اگر احسان کریں گے تو اس پر احسان کریں گے جو شکر کرنے والا ہے، اور اگر مال چاہتے ہیں تو طلب کیجئے ، آپ جو چاہتے ہیں، آپ کو دیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا حتی کہ جب اگلے دن ہوا تو آپ ﷺ نے وہی سوال پوچھا اور اس نے وہی جواب دیا، جب تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے وہی سوال کیا اور (ثمامہ نے وہی جواب دیا) جس پر آپ نے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کر دو، اسے آزاد کر دو، وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے ایک باغ کی طرف گیا، غسل کیا، اور واپس ہو کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیا"۔ ثمامہ نے اسلام لانے سے قبل مسجد کے اندر ایک پاکیزہ اور ایمانی ماحول میں اپنے اوقات گزارے، جہاں نماز قائم ہوتی اور اذان دی جاتی، ذکر واذکار پڑھے جاتے، قرآن کی تلاوت کی جاتی اور دعا کا اہتمام کیا جاتا... وغیرہ۔

اے اللہ! اے اللہ! ہمارے دلوں کو تقوی دے، ان کو پاکیزہ کر دے، تو ہی اِن (دلوں) کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی ان کا رکھوالا اور مددگار ہے۔ آپ اللہ سے مغفرت طلب کریں، یقیناً وہ خوب معاف کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

الحمد لله على إحسانه، والشكر له على توفيقه وامتنانه، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله الداعي إلى رضوانه، صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرًا.

حمد وصلاۃ کے بعد:

اے میرے عزیزو! جسم کی غذا کھانا اور پانی ہے، اور روح کی غذا ایمان اور ذکر الٰہی ہے، سب سے عظیم ذکر قرآن مجید ہے، اسی لئے اللہ نے قرآن کو روح سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہے: ﴿ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا ﴾ **[الشورى: 52]**

ترجمہ: اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے۔

نیز اللہ عزیز وبرتر نے فرمایا: ﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴾ **[الرعد: 28]**

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

لیکن نفس جب (ذکر سے) خالی اور اللہ کی یاد سے منحرف ہو تو وہ شقاوت کا شکار ہو جاتا ہے:

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا ﴾ **[طه: 124]**

ترجمہ: اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی۔

یہ اللہ کی رحمت اور حکمت ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے لئے اعتدال و توازن کو مشروع قرار دیا اور نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کیا، جیسا کہ حدیث میں ہے: "تم پر تمہارے رب کا بھی حق ہے۔ نیز تمہاری جان اور تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے، لہذا تمہیں سب کے حقوق ادا کرنے چاہئے" (بخاری)۔

اے میرے احباب گرامی! انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نفس کو بُرے عارضوں سے محفوظ رکھے، جیسے غصہ اور حزن وملال جس سے نہ کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نہ کوئی نقصان دور ہوتا ہے، قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر نبی ﷺ کو حزن وملال سے منع کیا گیا ہے: ﴿ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ﴾ **[آل عمران: 176]**

ترجمہ: کفر میں آگے بڑھنے والے لوگ تجھے غمناک نہ کریں۔

﴿ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ﴾ [يونس: 65]

ترجمہ: آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں۔

﴿ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ﴾ [لقمان: 23]

ترجمہ: کافروں کے کفر سے آپ رنجیدہ نہ ہوں۔

مریم کو یہ آواز دی گئی کہ: ﴿ أَلَّا تَحْزَنِي ﴾ [مریم: 24]

ترجمہ: آزردہ خاطر نہ ہو۔

اللہ تعالی نے سرگوشی کے پیچھے کارفرما شیطانی مقصد سے باخبر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا ﴾ [المجادلة: 10]

ترجمہ: (بری) سرگوشیاں، شیطانی کام ہے جس سے ایمان داروں کو رنج پہنچے۔

نفسیاتی سکون و قرار ایک نعمت ہے، کیوں کہ عقل اور جسم (کا اپنی ذمہ داری) کامل طریقہ سے ادا کرنا نفس کے قرار و سکون پر منحصر ہے۔ اسی لئے حزن و ملال سے نجات پانا (ایک ایسی نعمت ہے) جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے: ﴿ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ﴾ [فاطر: 34]

ترجمہ: (جنتی لوگ) کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔

صحیح حدیث کے مطابق نبی ﷺ نے غم واندوہ سے اللہ کی پناہ طلب کی۔ نیز نبی ﷺ نے یہ رغبت ظاہر کی کہ آپ کے چچا حمزہ کا قاتل وحشی آپ کی نظر سے دور رہے تاکہ آپ کا غم تازہ نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

جو شخص غمزدہ ہو جائے اور اس کے غم میں کسی حرام چیز کی آمیزش نہ ہو، تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا، مثال کے طور پر وہ شخص جو مصائب کی وجہ سے افسردہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: "اللہ تعالی آنکھ کے رونے اور دل کے غمزدہ ہونے سے عذاب نہیں دیتا بلکہ.... آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا.... اس کی وجہ سے عذاب دیتا یا رحم کرتا ہے" (بخاری و مسلم)۔

اسی تعلق سے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴾ [یوسف: 84]

ترجمہ: پھر ان سے منھ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف! ان کی آنکھیں بوجہ رنج و غم کے سفید ہو چکی تھیں اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رنج و غم کے ساتھ ایسا عمل بھی شامل ہو سکتا ہے جس پر بندہ کو ثواب ملے، اس کی ستائش کی جائے اور وہ اس ناحیے سے قابل تعریف ہو، نہ کہ بذات خود رنج و غم کی وجہ سے، اس شخص کی طرح جو اپنی دینی مصیبت کی وجہ سے افسردہ ہو اور عام مسلمانوں کے مصائب پر رنجیدہ خاطر ہو، تو ایسے شخص کے دل میں خیر و بھلائی کی جو محبت اور شر اور اس کے نتائج سے جو نفرت ہوتی ہے، اس پر اسے اجر و ثواب ملتا ہے، لیکن اس پر رنج و غم کرنے سے جب صبر اور جہاد، منفعت کو حاصل کرنے اور مضرت کو دور کرنے جیسے مامور بہ احکام کو ترک کرنا لازم آتا ہو تو ایسی صورت میں وہ رنج و غم ممنوع قرار پاتا ہے"۔ (الفتاوی: ۱۰/ ۱۶)

شاعر کہتا ہے:

والنفس كالطفل إن تهمله شب على

حب الرضاع وإن تفطمه ينفطمِ

وخالف النفس والشيطان واعصهما

وإن هما محضاك النصح فاتهمِ

ولا تطع منهما خصمًا ولا حكمًا

فأنت تعرف كيد الخصم والحكمِ

أستغفر الله من قول بلا عمل

لقد نسبتُ به نسلًا لذي عقمِ

ترجمہ: نفس شیر خوار بچہ کی طرح ہے، اگر آپ اسے چھوڑ دیں تو وہ شیر خواری (رضاعت) کی محبت سینے میں لئے ہوئے جوان ہوتا چلا جاتا ہے اور اگر اس کا دودھ چھڑا دیں تو وہ چھوڑ دیتا ہے۔ نفس اور شیطان کی خلاف ورزی کریں! اگر یہ دونوں اپنی نصیحت میں مخلص ہونے کا دعوی کریں تو آپ انہیں متّہم سمجھیں اور ان کا اعتبار نہ

کریں۔نہ ان دونوں کے کسی دشمن کی اطاعت کریں اور نہ کسی جج کی، کیوں کہ آپ دشمن اور جج دونوں کی مکاری سے واقف ہیں۔میں کردار سے عاری گفتار سے اللہ کی بخشش طلب کرتا ہوں، یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی بانجھ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا۔

آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہیں جو تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم:

فضیلۃ الشیخ حسام بن عبد العزیز الجبرین

مترجم:

سیف الرحمن تیمی

binhifzurrahman@gmail.com